سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۱۷۵

حضرت علیؑ کی شخصیت
علم اور اعتقاد کی منزل میں

دوسرا ایڈیشن

از
آیت اللہ العظمیٰ
سرکار سید العلماء الحاج مولانا السید علی نقی النقوی طاب ثراہ

مطبوعہ
سرفراز قومی پریس لکھنؤ نمبر ۴

قیمت - ۱ روپیہ

التجا

اس رسالے کے اخراجات جناب ظہیر صاحب ایڈوکیٹ مرادآباد نے دیئے ہیں لہذا مومنین سے استدعا ہے کہ انکے مرحوم عزیزوں کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھ دیں۔ اور ظہیر صاحب کی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

تعارف

زیر نظر مضمون پہلے اخبار پیام اسلام لکھنؤ کی ۲۴ر جنوری ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں چھپا تھا۔ پھر امامیہ مشن لکھنؤ نے محرم الحرام ۱۳۹۱ھ میں بصورت رسالہ شائع کیا تھا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔

مومنین اسکو بھی طلب فرما کر تقسیم کر کے عنداللہ و عندالرسول ماجور ہوں مشن کی ہر طرح مدد کریں۔

خادم ملت

جنوری ۱۹۷۴

عابد طباطبائی
سکریٹری امامیہ مشن
مولانا علی نقی روڈ عقب مسجد تحسین
چوک لکھنؤ

حضرت علیؑ کی شخصیت

علم اور اعتقاد کی منزل میں

ایک چیز ہے علم، اس کا تعلق اُن اوصاف سے ہوتا ہے جو کسی شخص میں پائے جاتے ہیں جیسے ایک حسین و جمیل شخص کا حسن و جمال، ایک شجاع کے بہادرانہ کارنامے، ایک سخی کی فیاضی اور ایک عالم کے علمی فتوحات وغیرہ یا ان کے متقابل اوصاف اور نقائص اور ایک دوسری چیز ہے اعتقاد، یہ اُن مراتب و مناصب سے متعلق ہوتا ہے جو کسی شخص کیلئے سمجھے اور مانے جاتے ہیں۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کے بارے میں اگر رائے اور اعتقاد میں اختلاف ہے تو اُس کے صفات بھی معرض بحث بنجاتے ہیں، اور اُس کے اوصاف کو ایک علم و یقین کے انداز میں بیان کرتا ہے اور دوسرے نہ یہ کہ لاعلمی ظاہر کرتے ہیں بلکہ اُنکا انکار کرتے اور اُن کے خلاف علم کا ادعا رکھتے ہیں مختلف فیہ شخصیتوں کے بارے میں اس کا ہر شخص ذاتی طور پر مشاہدہ کر سکتا ہے مثلاً ایک طرف اُن کے علم کے تذکرے سنائے جارہے ہیں اور دوسرے اُن کو جاہل محض قرار دیتے ہیں یا ایک

گروہ شجاعت کا حال بیان کرتا ہے اور دوسری جماعت بزدلی کے نمونے پیش کرتی ہے۔ ایک فیاضی کی داستانیں دہرا رہا ہے اور دوسرے اُن کے بخل کے شاکی ہیں۔ ایک عدالت کی مثالیں گنوا رہا ہے اور دوسرے مظالم کی فہرست سنا رہے ہیں۔ مگر ایسی بہت ہی غیر معمولی شخصیتیں ہوسکتی ہیں جن کے متعلق اعتقاد کی منزل میں اختلاف کے باوجود اوصاف کی منزل میں دنیا متفق نظر آتی ہو۔ ایسی سب سے پہلی مثالی شخصیت ہمیں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملتی ہے۔ آپ کے بارے میں اعتقاد کے لحاظ سے اختلاف کا ہونا تو اس سے ظاہر ہے کہ دنیا دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہے ایک مومن اور دوسرے کافر۔ اور یہ "کافر" کی لفظ کا جو اسلام نے ان کیلئے محاورہ قائم کر دیا ہے یہ نہ کوئی گالی ہے اور نہ کوئی طنز بلکہ یہ ایک حقیقت کا اظہار ہے جسے وہ خود تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ کسی بھی بات کو لیجیے ایک مانتا ہے اور ایک نہیں مانتا تو جو مانتا ہے وہ اُس کی نسبت سے مومن ہے اور جو نہیں مانتا وہ اُس کی نسبت کافر ہی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایمان کے ساتھ ساتھ کفر کو بھی متعلق کے اختلاف کے ساتھ اوصاف مدح میں وارد کیا ہے اس طرح کہ:۔

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ

جو طاغوت یعنی باطل کی طاقت سے کافر ہو اور اللہ کے ساتھ مومن ہو اس نے اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لیا۔

دوسری جگہ اہل ایمان کی زبانی مقابل جماعتوں کو مخاطب کر کے یہ اعلان ہے کہ فرمایا گیا کہ "ہم تمہاری باتوں کی نسبت کافر ہیں" بس اسی لفظ کو اسلام کی

مقابل جماعتوں کے لئے صرف کیا گیا جس کے معنی کے لحاظ سے اگر خود اُن سے پوچھا جائے تو وہ اس کہنے کے لئے تیار ہوں گے کہ ہم اس پیغام کو نہیں مانتے یا انکی رسالت تسلیم نہیں کرتے۔ پس لغوی طور پر یہی نہ ماننا کفر ہے اور یہی کافر کی لفظ قرآن نے ان کے لئے صرف کی ہے تو ظاہر ہے کہ جب پیغمبرؐ کے بارے میں اعتقاد کی منزل آئی تو اُس وقت بھی دو گروہ تھے اور اب بھی دو گروہ ہیں ایک ماننے والے اور دوسرے نہ ماننے والے یعنی مومن اور کافر مگر یہ تفریق اعتقاد کی منزل میں ہوئی لیکن آپ کے اوصاف ذات کی منزل جس سے علم کا تعلق ہے اُس میں یہ تفریق قطعاً نہیں ہوئی اس لئے جو کافر ہوئے وہ بھی آپ کو صادق جانتے تھے اور امین کی حیثیت سے مانتے تھے۔ اس صادق اور امین کے جاننے میں رسالت کا ماننا اور نہ ماننا کوئی فرق پیدا نہ کرسکا۔ یہاں تک کہ امین اُس وقت بھی جانتے تھے جبکہ آپ کی جان لینے کے درپے تھے اور اگر امین جانتے نہ ہوتے تو شب ہجرت تک اُن کی امانتیں رسولؐ کے پاس کیوں رہتیں۔

پس یہی صورت ہمیں رسولؐ کے بعد کی اسلامی شخصیتوں میں بدرجۂ اتم ان ہی کے آغوش پروردہ حضرت علی بن ابیطالبؑ میں نظر آتی ہے۔

آپ کے بارے میں جب اعتقاد کی منزل پر نظر ڈالتے ہیں تو اتنا عظیم اختلاف نظر آتا ہے جتنا کسی شخصیت کے بارے میں ملنا مشکل ہے یعنی

ایک طرف افراط کی حد ہے جہاں غلو کی منزل الوہیت کے اعتقاد تک پہونچی ہوئی ہے اور دوسری طرف تفریط کی وہ رفتار ہے جو خوارج کے عقیدہ کی شکل میں موجود ہے اور پھر درمیان میں افراط و تفریط کے مختلف مدارج ہیں جن میں وہ ایک نقطۂ اعتدال ہے جو حقیقت امر کے مطابق ہے اور بنص رسولؐ معیار فلاح و نجات ہے۔ یہ تو ہے اعتقاد کا عالم مگر جب آپ کے بارے میں علم کی منزل آتی ہے یعنی آپ کے اوصاف کی بلندی تو اس میں ہمیں قطعاً کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔

کوئی آپ کو امام اور خلیفہ بلافصل مانے، کوئی آپ کو سیدالاولیاء مانے اور سلسلۂ بیعت و ارادت کی آخری کڑی تسلیم کرے، کوئی سلسلہ کا چوتھا خلیفہ المسلمین مانے یا کوئی آخر میں جاکر کچھ نہ مانے بلکہ معاذاللہ آپ سے برارت کو اپنے دین کا جزو بنا لے مگر یہ سب ہی مانتے ہیں کہ آپ سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا۔ ....

آپ سے بڑھ کر کوئی شجاع و بہادر نہ تھا۔ آپ سے بڑھ کر کوئی عابد و زاہد نہ تھا۔ غرض انسانی صفات کمال کا بے مثال مرقع ہونے میں کوئی انکار کیسا، شک و شبہ بھی نہیں کرتا اس لئے خود آپ کے دور میں سلمانؓ ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمارؓ یاسر جو کہہ رہے ہیں وہ تو کہہ ہی رہے ہیں دوسری طرف خلیفۂ اول بھی حدیث رسولؐ سنا رہے ہیں کہ النظر الی وجہ

عبادۃ اور خلیفۂ دوم بھی اعتراف کر رہے ہیں کہ لولا علیؑ لھلک عمر اور ام المومنین عائشہ بھی فرما رہی ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طبقہ خواتین میں سب سے زیادہ محبّت اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ سے تھی اور مردوں میں سب سے زیادہ محبت اُن کے شوہر علی بن ابیطالبؑ سے تھی اور یہاں تک کہ امیر شام معاویہ نے بھی ضرار کی زبان سے حضرت علی بن ابیطالبؑ کے اوصاف و محامد کا تذکرہ سنکر اپنے دربار میں اعتراف کیا کہ۔

"رحم اللہ ابا الحسن فقد کان کما وصفت" "بیشک ابو الحسن (حضرت علیؑ) ایسے ہی تھے جیسا تم نے بیان کیا۔"

یہ ہے اوصاف کی وہ عظمت جہاں دوست و دشمن اور مومن و کافر کی کوئی تفریق نہیں رہتی اور اعتقاد کی منزل میں کتنا ہی اختلاف ہو لیکن اُس شخصیت کے بارے میں علم کی منزل میں سب یکساں نظر آتے ہیں۔

پبلشر

عابد طباطبائی

آنریری سیکریٹری امامیہ مشن ہند
عقب مسجد تحسین چوک لکھنؤ

اپیل

آپکے امامیہ مشن ہند نے ۱۹۳۲ء سے اب تک آٹھ سو سے زیادہ رسالے اور کتابیں ہر موضوع پر ہر مذہب کے مستند اہل قلم کی شائع کی ہیں، جن میں کچھ کتابوں کا دس زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔ یہ کتابیں غیر مسلمین کو مفت تقسیم ہوتی ہے جس کو پڑھ کر وہ اسلام حقیقی سے متعارف ہو کر اسے اختیار کرتے ہیں۔ اس وقت مشن کو لاکھوں روپیہ کی ضرورت ہے۔ آفسٹ چھپائی مشین ساڑھے گیارہ لاکھ کی خریدنا ہے۔ ۷۰×۳۰ فٹ ہال میں جو ۱۵ فٹ اونچا ہے۔ کتابیں رکھنے کے لئے لوہے کے ریکس بنوانا ہیں۔ ۱۷ سے ۳۰ قرآن کے پاروں کا ترجمہ شائع کرنا ہے۔ ۶۰۰ کتابوں کو پھر شائع کرنا ہے جو ختم ہو گئی ہیں۔ کتابوں کی جلد بندی ہونا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

ان کاموں کے لئے دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح آپکی مدد کی ضرورت ہے۔ رقم سہم امام، امام ضامن، قربانی کی کھال کی قیمت۔ اپنی مجالس میں امامیہ مشن کے رسالے بطور تبرک تقسیم کیجئے۔ شادی کے سلسلہ میں امامیہ مشن کی بھی مدد کیجئے۔ اور دوسرے طریقوں سے بھی آپ مدد کر سکتے ہیں۔ قدیم حسینی فنڈ میں چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی قبول کی جاتی ہے۔ یہ رقم سیکڑوں رسالوں کے چھپنے میں لگائی جائیگی۔ مومنین سے التجا ہے کہ وہ ہر ممکن مدد کریں جس کا اجر خدا و معصومینؑ سے ملے گا۔

خادم ملت

عابد طباطبائی

آنریری سکریٹری امامیہ مشن ہند

چوک لکھنؤ۔